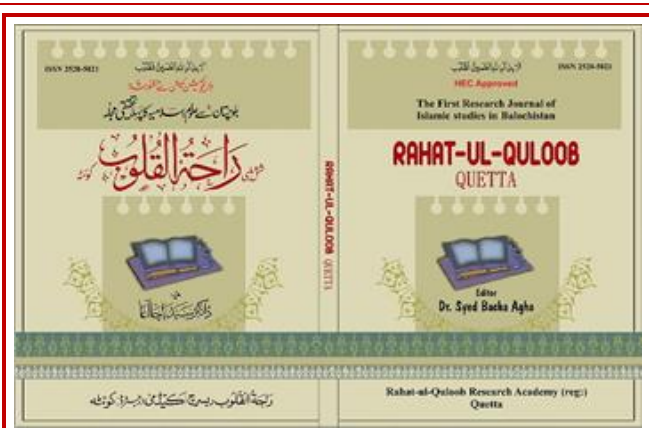




This work is licensed under a
[Creative Commons Attribution](https://creativecommons.org/licenses/by/4.0/)
 4.0 International License



RAHAT-UL-QULOOB

Bi-Annual, Trilingual (Arabic, English, Urdu) ISSN: (P) 2025-5021. (E) 2521-2869
 Project of **RAHATULQULOOB RESEARCH ACADEMY**,
 Jamiat road, Khiljiabad, near Pak-Turk School, link Spini road, Quetta, Pakistan.
 Website: www.rahatulquloob.com
 Approved by Higher Education Commission Pakistan
 Indexing: » Australian Islamic Library, IRI (AIU), Tahqeeqat, Asian Research Index,
 Crossref, Euro pub, MIAR, ISI, SIS.

TOPIC

صغرسنی کی شادی: اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ایک تحقیقی جائزہ

Child Marriage: A Research Review in the Light of Islamic Teachings

AUTHOR

1. Niamat ullah Mashal, M.Phil Scholar / Khateeb, Khateeb Mufti Mehmood Hospital Masjid, Kuchlak, Quetta, Pakistan.
 Email: nematmashal@gmail.com
2. Anwar ul Haq, Ph.D Scholar, Department of Hadith & Hadith Sciences, AIU, Islamabad, Pakistan. Email: anwarulhaq931@gmail.com

How to Cite: Niamat ullah Mashal, & Anwar ul Haq. (2022).

URDU: صغرسنی کی شادی: اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ایک تحقیقی جائزہ. Child Marriage: A Research Review in the Light of Islamic Teachings. *Rahat-Ul-Quloob*, 6(2), 74-85. <https://doi.org/10.51411/rahat.6.2.2022/419>

<http://rahatulquloob.com/index.php/rahat/article/view/419>

Vol. 6, No.2 || July–December 2022 || URDU–Page. 74-85

Published online: 04-08-2022

QR. Code



صغریٰ کی شادی: اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ایک تحقیقی جائزہ

Child Marriage: A Research Review in the Light of Islamic Teachings

¹نعمت اللہ مشعل ²انوار الحق

ABSTRACT

Child marriage is a marriage or similar union, formal or informal between a child under a certain age typically age 18 and an adult or another child. The vast majority of child marriages are between a girl and a man or older boy, and are rooted in gender inequality. Although the age of majority (legal adulthood) and marriageable age are usually designated at age 18, both vary across countries and therefore the marriageable age may be older or younger in a given country. Even where the age is set at 18 years, cultural traditions may override legislation and many jurisdictions permit earlier marriage with parental consent or in special circumstances, such as teenage pregnancy. Child marriage violates the rights of children and has widespread with long-term consequences for child brides and child grooms. Child marriages have been common throughout history and continue to be fairly widespread, particularly in developing countries such as parts of Africa, South Asia, Southeast Asia, West Asia, Latin America and Oceania. However, even in developed countries, legal exceptions still allow child marriage. The incidence of child marriage has been falling in most parts of the world.

Keywords: Child marriage, gender inequality, legal adulthood, Islamic Teachings.

آج کل صغریٰ کی شادی کے متعلق ذرائع ابلاغ پر مذاکرے و مباحثے ہو رہے ہیں۔ مختلف سرکاری اور غیر سرکاری تنظیموں کی جانب سے اس موضوع پر سیمینار اور کانفرنسیں ہو رہی ہیں۔ بعض صغریٰ کی نکاح اور شادی کو تسلیم نہیں کرتے بعض اس کی آڑ میں اسلامی اصولوں اور اقدار کا مذاق اڑا رہے ہیں اور بعض اس کے قائل ہیں کہ صغریٰ اور عدم بلوغ میں نکاح اور شادی کرنا شرعاً درست ہے۔ میری خواہش تھی کہ اس موضوع پر قرآن، حدیث، عمل صحابہ اور فقہ اسلامی کے چاروں مسالک کی آراء کی روشنی میں بحث کروں تاکہ مسئلہ کی حقیقت کھل کر سامنے آجائے۔ اس مضمون میں قرآن کریم، احادیث نبویہ ﷺ، آثار صحابہؓ، اہل سنت والجماعت کے چاروں فقہی مسالک کی روشنی میں کمسنی کی شادی کے جواز اور عدم جواز کا جائزہ لیا گیا ہے۔

اسلامی شریعت میں بچے کے لئے صغیر کا لفظ استعمال ہوتا ہے اور اسلامی فقہ میں بلوغت کو معیار قرار دیا گیا ہے۔ بلوغت سے پہلے بچے کو صغیر اور بلوغت کے بعد بچے کو کبیر (جوان) کہا جاتا ہے۔ لہذا شریعت اور فقہ کی اصطلاح میں صغیر اور صغیرہ وہ ہے جو عدم بلوغ تک نہ پہنچا ہو۔ یہ بات اتفاق ہے کہ نابالغ یا صغیر کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ اپنے لئے خود نکاح کرے۔ اس لئے کہ نابالغ بچے اور بچی میں نکاح کرنے کی اہلیت نہیں ہے۔ جیسے کہ موسوعۃ الاجماع فی الفقہ الاسلامی کی عبارت ہے:

مستند الاجماع علی ان النکاح لایکون الا من جائز التصرف ولا یکون الانسان جائز التصرف الا

بالبلوغ۔¹

ترجمہ: اس بات پر اجماع ہے کہ نکاح صرف وہ کر سکتا ہے جس کا تصرف جائز ہو اور انسان بلوغ ہی سے جائز التصرف ہو سکتا ہے۔

پس معلوم ہوا کہ نابالغ خواہ بچہ ہو یا بچی اپنے لئے خود نکاح نہیں کر سکتا اب سوال یہ ہے کہ کیا اس نابالغ لڑکے یا لڑکی کا نکاح باپ یا کوئی اور کر سکتا ہے؟ اس مضمون میں اسی سوال کا جواب دینے کی کوشش کی گئی ہے۔

صغریٰ کی شادی متعلق آراء:

صغریٰ اور بلوغ سے پہلے شادی کے متعلق دو آراء پائے جاتے ہیں۔ ایک یہ کہ بلوغ سے قبل شادی جائز نہیں ہے اس رائے رکھنے والوں میں عبد اللہ ابن شبرمہ، ابو بکر الآصم اور عثمان البتی شامل ہیں۔ دوسرا یہ کہ بلوغ سے پہلے بھی شادی کرنا درست اور جائز ہے اس رائے رکھنے والوں میں اہل سنت والجماعت کے چاروں فقہی مسالک کے آئمہ اربعہ اور جمہور علماء شامل ہیں۔²

عدم جواز کا موقف:

ان حضرات کا کہنا ہے کہ بلوغ سے قبل شادی کرنا جائز نہیں ہے۔ فرماتے ہیں:

لایزوج الصغیر ولا صغیرۃ حتیٰ یبلغا۔³

ترجمہ: نابالغ بچے اور بچی کا نکاح بلوغ سے قبل کرنا درست نہیں ہے۔

شادی قبل البلوغ کے قائلین اپنے موقف کی تائید میں قرآن، حدیث اور عقلی دلائل پیش کرتے ہیں۔

وَابْتَئِلُوا الْيَتَامٰی حَتّٰی اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ۔⁴

ترجمہ: اور یتیموں کو ان کے بالغ ہونے تک آزماتے رہو۔

اگر شادی قبل البلوغ جائز قرار دیا جائے تو اس آیت کا مصداق نہیں رہے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ ولی کو کمسن بچوں پر ولایت کی ضرورت کی وجہ سے ہوتی ہے اور جن چیزوں میں بچوں کو ولی کی ولایت کی ضرورت نہیں ہوتی ان چیزوں میں ولایت بھی ثابت نہیں ہوتی اور نکاح کے معاملے میں نابالغ بچوں اور بچیوں کو شادی کی ضرورت نہیں ہے لہذا ولی کی ولایت بھی ثابت نہیں ہے۔⁵

نابالغ کو شادی کی ضرورت اس وجہ سے نہیں ہے کہ نکاح سے مقصود دو چیزیں ہوتی ہیں۔ ایک چیز طبعی ہے جو کہ قضاء شہوت ہے۔ اور دوسرا مقصود نسل کو جاری رکھنا ہے اور ظاہر ہے کہ نابالغوں کو ان دونوں میں سے کسی ایک کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ اس لئے کہ نابالغوں میں نہ تو شہوت ہوتی ہے اور نہ ہی ان میں نسل بڑھانے کی صلاحیت ہے۔ چونکہ قضاء شہوت اور نسل بڑھانے کے احکام بالغ ہونے کے بعد شروع ہوتے ہیں۔ لہذا بلوغ سے پہلے کسی کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ نابالغوں پر وہ احکام لاگو کریں جن احکام کے نہ تو وہ مکلف ہیں اور نہ ہی ان میں ان احکام بجالانے کی صلاحیت ہے۔⁶

یا معشر الشباب من استطاع منکم الباء فلیتزوج فانہ اعض للبصر واحسن للفرج۔⁷

ترجمہ: اے نوجوانوں کے گروہ! تم میں جو نکاح کی استطاعت رکھتا ہے اس کو نکاح کر لینا چاہئے کیونکہ نکاح آنکھوں کو پست رکھنے اور شرمگاہ کو محفوظ رکھنے کا ذریعہ ہے۔

وجہ استدلال اس حدیث سے یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کا اس حدیث میں خطاب نوجوانوں کی طرف ہے نہ کہ نابالغوں کی طرف ہے۔ اور شاب (جوان) اس کو کہتے ہیں جو بالغ ہو کر تیس سال سے تجاوز نہ کیا ہو۔ حدیث سے یہ بات بھی واضح ہوئی کہ جسمانی قوت اور استطاعت نکاح کی شرائط میں سے ہیں اور ظاہر ہے کہ جسمانی قوت اور استطاعت دونوں نابالغوں میں مفقود ہیں۔ اسی طرح صحیح بخاری میں عبد اللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے۔

کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیتہ والامیر راع والرجل راع علی اهل بیتہ والمرءۃ راعیۃ علی بیت زوجها وولده فکلکم راع و کلکم مسئول عن رعیتہ۔⁸

ترجمہ: تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور ہر ایک اپنی رعیت کے بارے میں جواب دہ ہے چنانچہ امیر نگران ہے مرد اپنے گھر والوں کا نگران ہے اور عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس کے بچوں کی نگران ہے پس تم میں سے ہر شخص نگران ہے اور اس سے اس کے ماتحتوں کے متعلق پوچھا جائے گا۔

وجہ استدلال اس حدیث سے یہ ہے کہ عورت امور خانہ داری، اولاد کی تربیت اور نگرانی کرے گی۔ یہ سب نابالغہ میں متصور ہی نہیں ہے بلکہ وہ خود تربیت اور نگرانی کا محتاج ہے۔ اگر نابالغی کی عمر میں اس کی ناتواں کاندھوں پر ایسی ذمہ داری ڈالی جائے جو ان کی استطاعت سے باہر ہو تو یہ تکلیف مالا یطاق ہوگی جس کی اسلامی شریعت میں کوئی گنجائش نہیں ہے۔

بلوغ سے قبل شادی کے عدم جواز پر اس رائے کے رکھنے والوں کے پاس قرآن و سنت کے علاوہ عقلی دلائل بھی ہیں۔ اول یہ کہ شادی کا مقصد طبعی طور پر قضاءِ شہوت اور شرعاً نسل کو باقی رکھنا ہے جبکہ نابالغہ میں یہ دونوں مفقود ہیں تو گویا بلوغ سے پہلے شادی کرنا ایک عبث کام ہے۔ دوسرا یہ کہ نکاح ایک ایسا عقد ہے جس کے احکام بلوغ کے بعد شروع ہوتے ہیں تو نابالغ پر وہ احکام کیسے لاگو ہو سکتے ہیں جو ابھی تک شروع ہی نہیں ہوئے ہیں۔⁹

جواز کا موقف:

بلوغ سے پہلے شادی کے جواز کا موقف رکھنے والے حضرات اپنے موقف کی تائید میں قرآن، حدیث، عمل صحابہ اور فقہ اسلامی سے دلائل پیش کرتے ہیں۔

وَاللَّائِي يَمْسُكْنَ مِنَ الْمَحْنِضِ مَنْ نَسِئَ كُفْرًا اِنْ تَبَسُّهُ فَعَدَّتْهُنَّ ثَلَاثَةُ اَشْهُرٍ ۚ وَاللَّائِي لَمْ يَحْضَنْ¹⁰

ترجمہ: تمہاری عورتوں میں سے جو عورتیں حیض سے ناامید ہو گئی ہوں، اگر تمہیں شبہ ہو تو ان کی عدت تین مہینے ہے اور ان کی بھی جنہیں حیض آنا شروع نہ ہوا ہو۔

ملا علی قاری حنفی اس آیت کے تفسیر میں لکھتے ہیں کہ (وَاللَّائِي لَمْ يَحْضَنْ) سے مراد وہ نابالغ بچیاں ہیں جو سن بلوغ تک نہ پہنچی ہوں

ان کی عدت کی مدت تین مہینے ہے۔¹¹

علامہ ابن عربی مالکی احکام القرآن میں اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

[وَاللَّائِي لَمْ يَحْضُنْ] دليل على ان للمراء ان ينكح ولده صغار، لان الله تعالى جعل عدة من لم يحض من

النساء ولا تكون عليها عدة الا ان يكون لها نكاح۔¹²

یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ کوئی بھی اپنے چھوٹے نابالغ بچوں کا نکاح کر سکتا ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان عورتوں کی عدت مقرر کی ہے جن کو حیض نہیں آتا اور عدت صرف ان عورتوں کی ہوتی ہے جن کا نکاح ہوا ہو۔ اور امام بخاری نے اپنے صحیح بخاری کے باب نکاح الرجل ولده الصغار میں اسی آیت کے تفسیر میں لکھا ہے:

فجعل عدتها ثلاثة اشهر قبل البلوغ۔¹³

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے (نابالغہ) کی عدت کی مدت تین مہینے مقرر کیے ہیں۔

علامہ ابن جوزی اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

ومن لم يأتها عليها زمان الحيض: انها تعدث ثلاثة اشهر فاما ما من آتى عليها زمان الحيض ولم تحض فانها تعدث

السنة۔¹⁴

ترجمہ: اور جس پر حیض کا زمانہ نہ آیا ہو اس کی عدت تین ماہ ہے اور جس پر زمانہ حیض آجائے مگر اسے حیض نہ آئے اس کی

عدت ایک سال ہے۔

تفسیر کبیر میں ہے:

فلما نزل قوله تعالى (فعدتهن ثلاثة اشهر) قام رجل فقال يا رسول الله ﷺ فما عدة الصغيرة التي لم تحض؟

فنزل (واللأئي لم يحضن) ای ہی بمنزلة الكبيرة التي قد ثبتت عدتها ثلاثة اشهر۔¹⁵

ترجمہ: جب یہ آیت (فعدتهن ثلاثة اشهر) نازل ہوئی تو ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ اس نابالغہ

کی عدت کیا ہوگی جنہیں حیض نہیں آتا تو یہ آیت نازل ہوئی (واللأئي لم يحضن) یعنی وہ نابالغہ عدت گزارنے میں اس نابالغہ عورت کی طرح ہے جنہیں حیض نہیں آتا۔

مذکورہ بالا تفاسیر اہل سنت کے چاروں فقہی مکاتب فکر کی وضاحت کرتی ہیں جبکہ اہل تشیع کی تفاسیر بھی اسی موقف کی تائید کرتی ہیں

جیسے کہ اہل تشیع کی معتبر تفسیر جوامع الجامع میں علامہ طبرسی لکھتے ہیں:

(واللأئي لم يحضن) ای لم يبلغن المحيض من الصغار۔¹⁶

ترجمہ: یعنی وہ نابالغ بچیاں جو مدت حیض تک نہ پہنچی ہوں ان کی عدت تین ماہ ہے۔

حاصل یہ کہ اس آیت میں نابالغہ کی عدت کا ذکر ہوا ہے اب ظاہر ہے کہ عدت اس وقت گزارنا پڑتا ہے جب اس سے قبل نکاح ہوا ہو جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ والد اپنے نابالغہ بچی کی بلوغ سے قبل نکاح کر سکتا ہے۔

وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقِيمُوا فِي الْبَيْتِ فَأَنْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَهْنًى وَتِلْكَ وَرُبْعٌ قَاتٍ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ذَلِكَ آذَنُي أَلَّا تَعُولُوا¹⁷

ترجمہ: اگر تمہیں ڈر ہو کہ یتیم لڑکیوں سے نکاح کر کے تم انصاف نہ رکھ سکو گے تو اور عورتوں میں سے جو بھی تمہیں اچھی لگیں تم ان سے نکاح کر لو دو تین تین چار چار سے لیکن اگر تمہیں برابری نہ کر سکنے کا خوف ہو تو ایک ہی کافی ہے یا تمہاری ملکیت کی لونڈی یہ زیادہ قریب ہے، کہ (ایسا کرنے سے نا انصافی اور) ایک طرف جھک پڑنے سے بچ جاؤ۔

یہ تو بالکل ظاہر ہے کہ یتیم وہ ہے جس کے صغریٰ اور بچپن میں والد کا انتقال ہو جائے اور شریعت میں لفظ الیتامیٰ کا اطلاق ان نابالغوں پر ہوتا ہے جو حد بلوغ تک نہ پہنچے ہوں۔ جیسے کہ ابو حیان اندلسی المحرر الحیط میں اسی آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

فالیتامی ان کانت ارید نہ الیتیم الشرعی فینطلق علی الصغیرات اللاتی لم یبلغن¹⁸

ترجمہ: یتیم سے اگر یتیم شرعی مراد ہو تو اس کا اطلاق ان کم سن بچیوں پر ہوتا ہے جو بلوغت تک نہ پہنچی ہوں۔

وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ وَمَا يُثْلِي عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ فِي يَتِمِّي النِّسَاءِ الَّتِي لَا تُوْتُوهُنَّ مَا كَتَبَ لَهُنَّ وَكَرِهْنَ أَنْ يَنْكِحُوهُنَّ¹⁹

ترجمہ: آپ ﷺ سے عورتوں کے بارے میں حکم دریافت کرتے ہیں، آپ کہہ دیجئے! کہ خود اللہ ان کے بارے میں حکم دے رہا ہے اور قرآن کی وہ آیتیں جو تم پر ان یتیم لڑکیوں کے بارے میں پڑھی جاتی ہیں جنہیں ان کا مقرر حق تم نہیں دیتے اور انہیں اپنے نکاح میں لانے کی رغبت رکھتے ہو۔

یہ تو ظاہر ہے کہ یتیم یا یتیمہ وہ ہے جو حد بلوغ تک نہیں پہنچے ہوں جو حد بلوغ تک پہنچ جائے اسے یتیم نہیں کہا جاتا اور اس آیت میں یتیمہ کے حق مہر کا ذکر ہوا ہے اور مہر شادی اور نکاح کی شرائط میں سے ہے جس سے معلوم ہوا کہ بلوغ سے قبل نکاح شرعاً جائز ہے۔

وَأَنْكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنْكُمْ²⁰

ترجمہ: تم میں سے جن (مردوں یا عورتوں) کا اس وقت نکاح نہ ہو، ان کا بھی نکاح کرادو۔

اس آیت میں ان عورتوں کے ساتھ نکاح کرنے کا حکم دیا گیا ہے جن کا شوہر نہ ہو اور یہ لفظ الایامیٰ عام ہے جس میں بالغہ اور نابالغہ دونوں شامل ہیں۔²¹

بلوغت سے قبل شادی کے جواز کے متعلق بطور دلیل ذخیرہ احادیث میں بھی کئی احادیث ملتی ہیں ان میں سب سے واضح دلیل اور ثبوت ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کی نکاح ہے۔ چھ سال کی عمر میں نکاح ہوا اور نو سال کی عمر میں رخصتی ہوئی۔ امام بخاریؒ نے صحیح بخاری میں روایت بیان کی ہے۔

عن عائشة رضي الله عنها ان النبي ﷺ تزوجها وهي بنت سنين و ادخلت عليه وهي بنت تسع²²
ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کا ان سے چھ سال کی عمر میں نکاح ہوا اور نو سال کی عمر میں رخصتی ہوئی۔
اس دلیل پر دو اعتراض ہوئے ہیں، اول یہ کہ نبی کریم ﷺ کا حضرت عائشہؓ کے ساتھ کمسنی میں نکاح کرنا آپ ﷺ کی
خصوصیت ہے جیسا کہ چار سے زائد نکاح کرنا آپ ﷺ کی خصوصیت ہے۔²³

دوسرا اعتراض یہ کہ دراصل مرد و زن کے باہمی ملاپ حرام ہے، الا یہ کہ اس کی حلت پر کوئی شرعی دلیل موجود ہو جائے تو حرمت
ختم ہو جاتی ہے اس لئے کہ مرد و زن کے باہمی تعلق کی وجہ سے بے پردگی، پردہ دری اور نسب میں اختلال آ جاتا ہے لہذا مرد و زن کا باہمی
تعلق بغیر کسی شرعی دلیل کے حرام ہے چونکہ حضرت عائشہؓ کا کمسنی کے نکاح کے متعلق شرعی دلیل موجود ہے تو اس کے علاوہ اپنے اصل پر
قرار رکھ کر حرام ہے۔²⁴

ان اعتراضات کے جوابات جمہور علماء کی طرف سے یوں دیے گئے ہیں کہ حضور ﷺ کا حضرت عائشہؓ کے ساتھ کمسنی میں نکاح
آپ ﷺ کی خصوصیت قرار دینا دعویٰ بلا دلیل ہے۔ اس لئے کہ چار سے زائد نکاح کی خصوصیت دلیل سے ثابت ہے اور کمسنی کی نکاح آپ
ﷺ کی خصوصیت قرار دینے پر کوئی دلیل نہیں ہے۔ لہذا یہ حکم آپ ﷺ کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ تمام امت کے لئے عام حکم ہے۔
دوسری بات یہ کہ کمسنی کے نکاح کے جواز پر حدیث سے صرف یہی ایک دلیل نہیں ہے بلکہ کئی دلائل اور بھی ہیں۔²⁵

نبی کریم ﷺ نے اپنے چچا زاد بیٹے کا نکاح بلوغ سے قبل کر لیا جیسے کہ امام بیہقی نے اپنے سنن الکبریٰ میں روایت بیان کیا ہے جس کا
مفہوم یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے چچا حمزہؓ کی بیٹی عمارہ کی نکاح سلمہ بن ابی سلمہ سے کیا حالانکہ وہ بالغہ نہیں تھی۔²⁶

اس سے واضح ہوتا ہے کہ نکاح قبل البلوغ جائز ہے ورنہ رسول اللہ ﷺ حضرت حمزہؓ کی بیٹی کا نکاح بلوغ سے پہلے نہ فرماتے۔
آثار صحابہ اور ان کے عمل کی کئی ساری مثالیں کتب احادیث اور دیگر مستند کتب میں درج ہیں جن سے کمسنی میں بلوغ سے پہلے
نکاح کے جواز کا ثبوت ملتا ہے۔

و بلغنا عن علي ابن ابي طالب رضي الله عنه ان رجلا وحب ابنته وهي صغيرة لعبيد الله بن الحر بشهادة الشهود
فاجاز ذلك على النبي ﷺ²⁷

ترجمہ: ہم تک علی بن ابی طالب سے یہ بات پہنچی ہے کہ ایک شخص نے گواہوں کی موجودگی میں عبید اللہ بن الحر کو اپنے نابالغ
بیٹی کو نکاح میں دے دیا تو حضرت علیؓ نے اس کی اجازت دی۔

و بلغنا عن عبد الله ابن مسعود رضي الله عنه ان امرأة زوجت ابنا لها صغيرا من ابنة للمسيب بن حبة وهي صغيرة
فاجاز ذلك عبد الله ابن مسعود رضي الله عنه²⁸

ترجمہ: ہم تک عبد اللہ ابن مسعود سے یہ بات پہنچی ہے کہ ایک عورت نے اپنے چھوٹے بیٹے کا نکاح مسیب بن حبة کے چھوٹی بیٹی

سے کیا تو عبد اللہ بن مسعود نے اس کی اجازت دے دی۔

عن الشعبي ان رجلاً في السفر فقال لاصحابه ايكم يضبح لنا شاة وازوجه اول بنت يولدي ففعل ذلك رجل من القوم فذبح لهم شاة - فولد رجل ابنة فاتاه فقال امرأة فاتوا ابن مسعود رضي الله عنه فقال ابن مسعود رضي الله عنه وجب النكاح بالشاء ولها صداق مثلها ولا وكس ولا شططا۔²⁹

ترجمہ: شعبی سے روایت ہے کہ ایک شخص نے اپنے سفر کے ساتھیوں سے کہا کہ جو بھی ہمارے لئے دنبہ ذبح کرے گا تو میری پہلی بیٹی جو پیدا ہو جائے اسی شخص سے اس کی نکاح کراتا ہوں تو ایک شخص نے دنبہ ذبح کیا بعد میں اس شخص کے ہاں بیٹی کی ولادت ہوئی تو دوسرے شخص نے مطالبہ کیا پس دونوں ابن مسعود کے پاس (حکم معلوم کرنے کیلئے) گئے۔ تو اس نے فرمایا! دنبہ کی وجہ سے نکاح لازم ہے لڑکی کے لئے مہر مثل ہے جس میں کی اور زیادتی نہیں ہوگی۔

علامہ شمس الدین سرخسی نے اپنے کتاب المبسوط میں بلوغ سے قبل نکاح کے متعلق عمل صحابہ کے کئی واقعات لکھے ہیں فرماتے ہیں کہ قدامہ بن معظون نے حضرت زبیر کی بیٹی سے اس وقت نکاح کیا جب وہ پیدا ہوئی۔ عبد اللہ بن زبیر نے اپنے چھوٹی بیٹی کا نکاح عروہ بن زبیر سے کرایا۔ اسی طرح عروہ بن زبیر نے اپنے نابالغ بھانجے کا نکاح اپنے نابالغ بھتیجی سے کرایا۔³⁰

فقہاء کی آراء:

اس سے قبل کہ زیر بحث مسئلہ میں فقہاء کی آراء بیان کی جائے ایک فقہی اصطلاح ولایۃ الاجبار کا مختصر تعارف ضروری ہے کیونکہ فقہاء کی عبارات میں تکرار کے ساتھ یہ لفظ استعمال ہوا ہے۔ اگر اس اصطلاح کو نہ سمجھا جائے تو آنے والی عبارت کو سمجھنے میں دشواری پیش آسکتی ہے۔

ولایۃ الاجبار:

فقہاء کی اصطلاح میں ولایۃ الاجبار اس اختیار کا نام ہے جس کی رو سے ولی اپنے زیر ولایت فرد کے مشورہ اور مرضی کے بغیر کسی سے شادی کر سکتا ہے۔ مالکیہ اور حنابلہ کے نزدیک ولایت اجبار صرف باپ یا باپ کے وصی کو حاصل ہے۔ شوافع کے نزدیک صرف باپ اور دادا کو یہ اختیار حاصل ہے جبکہ احناف کے نزدیک باپ دادا کے علاوہ عصبائے میں سے دوسرے افراد کو بھی ولایت اجبار کا اختیار حاصل ہے۔³¹ فقہ حنفی کے مشہور و مستند کتاب بدائع الصنائع کے متن تحفۃ الفقہاء میں علامہ علاؤ الدین الشمرقندی لکھتے ہیں:

فلا خلاف ان الولایۃ النکاح ثابتۃ للوالدین علی المولودین فی حقہم ولایۃ الاستبداد حتی یجوز نکاحہم فی جمیع الاحکام ولای ثبت الخیار بعد البلوغ۔³²

ترجمہ: اس بات میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ والدین کو بچوں کے لئے ان پر ولایت نکاح جبراً حاصل ہے حتیٰ کہ ان بچوں کے نکاح کے تمام احکام جائز ہیں اور بلوغ کے بعد بھی انہیں (نکاح رد کرنے کا) اختیار حاصل نہیں۔ امام محمد الشیبانی کتاب الاصل میں فرماتے ہیں۔

واذا زوج الرجل ابنه وهو صغير او ابنته وبی صغير فاذا النکاح جائز لازم لكل واحد منهما ولا خيار لهما اذا ادركت³³
ترجمہ: اور جب کوئی شخص اپنے نابالغ بیٹے یا نابالغ بیٹی کا نکاح کر لیں تو یہ نکاح جائز اور لازم ہے اور بالغ ہونے کے بعد بھی انہیں اختیار حاصل نہیں ہے۔

امام شافعیؒ اپنے کتاب الام میں فرماتے ہیں:

وللا باء تزويج الابن الصغير، ولا خيار لهما اذا ادركت³⁴۔

ترجمہ: باپ دادا کو اپنے نابالغ بیٹے کے نکاح کرنے کا اختیار حاصل ہے اور بلوغ کے بعد انہیں یہ اختیار حاصل نہیں ہے۔

فقہ الشافعی کا مشہور متن المحرر فی الفقہ الشافعی میں علامہ قزوینی لکھتے ہیں:

للاب تزويج ابنته البكر صغيرة كانت او كبيرة بخير اذنها³⁵۔

ترجمہ: باپ کے لئے یہ جائز ہے کہ اپنے غیر شادی شدہ بیٹی کا نکاح کرے خواہ وہ نابالغہ ہو یا بالغہ۔

فقہ حنبلی کی بنیادی متن، متن الخرقی میں ہے:

واذا زوج الرجل ابنته فوضعها في الكفات فالنكاح ثابت وان كرهت كبيرة كانت او صغيرة³⁶۔

ترجمہ: جب کوئی شخص اپنی بیٹی کا کف میں نکاح کرے تو نکاح جائز ہے اگرچہ بیٹی کو پسند نہ ہو خواہ وہ بالغہ ہو یا نابالغہ۔

علامہ زرکشی نے سات جلدوں پر مشتمل متن الخرقی کا شرح لکھا ہے جس میں انہوں نے اس مسئلہ کی مکمل تفصیل قرآن، سنت،

آثار صحابہ اور فقہاء کی آرا کی روشنی میں بیان کی ہے مزید تفصیلات وہاں دیکھی جاسکتی ہیں۔³⁷

فقہ المالکی کے تمام کتابوں میں بھی اس بات کی جواز کا ثبوت ملتا ہے کہ باپ اپنے نابالغ بیٹی کا نکاح کر سکتا ہے جیسے کہ الکافی فی الفقہ

اہل المدینۃ میں لکھا ہے:

وللرجل ان يزوجه ابنته الصغيرة ما لم تبلغ المحيض³⁸۔

ترجمہ: کسی شخص کے لئے یہ جائز ہے کہ اپنے بیٹے کا نکاح بلوغ سے قبل کرے۔

اسی طرح فقہ المالکی کی بنیادی متن التلقین میں وضاحت سے لکھا ہے:

فاما الاجبار فلا يملكها الا الاب وحده على صغار بناته³⁹۔

ترجمہ: صرف باپ ہی کو اپنے نابالغ بچیوں پر ولایت اجبار کا حق حاصل ہے۔

فقہاء اربعہ کی عبارات سے یہ بات واضح ہو گئی کہ ولی کو نابالغ بچے اور نابالغہ بچی پر ولایت اجبار حاصل ہے۔ ولی اگر چاہے اور مناسب

سمجھے تو اپنے بچوں کی کم سنی میں نکاح اور شادی کر سکتا ہے۔ اور یہ نکاح شرعاً درست اور جائز ہے۔ البتہ اہل الظہر اس بات کے قائل ہیں کہ

والد کو اپنے نابالغہ بچی پر ولایت اجبار حاصل ہے لیکن نابالغ بچے پر ولایت اجبار حاصل نہیں ہے۔ علامہ ابن الحرم اندلسی فرماتے ہیں:

ولا يجوز لاب ولا لغيره انكاح الصغير الذكر حتى يبلغ فان فعل فهو مفسوخ ابدًا⁴⁰۔

والد یا کسی دوسرے شخص کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے نابالغ بچے کی بلوغ سے قبل نکاح کرے۔ اگر کسی نے نکاح کر لیا تو وہ نکاح ہمیشہ کے لئے فسخ ہے۔

اہل تشیع کے نزدیک بھی باپ اور داد کو نابالغ بچے اور بچی پر ولایت اجبار حاصل ہے جب وہ کسی نابالغ بچے اور بچی کا نکاح کریں تو وہ نکاح جائز اور منعقد ہے۔ جیسا کہ علامہ الطباطبائی لکھتے ہیں:

لا خيار للصغيرة اذا زوجها الاب والجد بعد بلوغها ورشدها بل هو لازم عليها وكذا الصغير على الاقوى۔⁴¹

ترجمہ: جب والد یا دادا نابالغ بچی کا نکاح کریں تو بلوغ کے بعد بھی اسے اختیار حاصل نہیں ہے بلکہ یہ نکاح اس پر لازم ہے اور قوی قول کے مطابق یہی حکم نابالغ بچے کے لئے بھی ہے۔

حاصل کلام یہ کہ قرآن کریم، احادیث نبویہ ﷺ، آثار اور عمل صحابہؓ سے کمسنی اور بلوغ سے قبل نکاح کا جواز معلوم ہوتا ہے۔ فقہاء اربعہ، اہل ظواہر اور اہل تشیع کا اس پر اصولی اتفاق ہے کہ بلوغ سے قبل کسی مصلحت کی بنیاد پر نابالغ کا نکاح اور شادی کرنا درست، جائز اور منعقد ہے اور یہی صحیح رائے ہے جو قرآن و سنت کے اصولوں سے مطابقت رکھتا ہے۔ حتیٰ کہ بعض علماء نے بلوغ سے قبل نکاح کے جواز پر اجماع ہونے کی دعویٰ کیا ہے جیسے کہ ابن رشد مالکی نے بدایۃ المجتہد میں لکھا ہے:

اتفقوا على ان الاب يجبر ابنه الصغير على النكاح وكذلك ابنته الصغيرة۔⁴²

ترجمہ: اس پر اتفاق ہے کہ باپ اپنے نابالغ بچے اور نابالغ بچی کو نکاح کرنے پر مجبور کر سکتا ہے۔

اسی طرح ابن قنطاز نے بھی اس مسئلے پر اجماع کا قول کیا ہے، فرماتے ہیں:

واجمعوا ان للاب ان يزوجه ابنته الصغيرة ولا يستأذنها۔⁴³

ترجمہ: اور علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ باپ کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ اپنے نابالغ بچی کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر کر لے۔ علامہ ابن رشد اور علامہ ابن قنطاز کے اقوال اپنی جگہ لیکن چونکہ قبل البلوغ نکاح اور شادی کے عدم جواز کے قائلین بھی موجود ہیں جیسے عبد اللہ ابن شبرمہ، ابو بکر الاعم اور عثمان البتی جنہوں نے مکمل طور پر اور علامہ ابن الحرم اندلسی نے جزوی طور پر اختلاف کیا ہے جن کے آراء و دلائل تفصیل کے ساتھ بیان ہو چکے ہیں۔ لہذا ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ جمہور علماء کے نزدیک بلوغت سے قبل بھی نکاح اور شادی کرنا درست اور جائز ہے اور یہی صحیح اور حق ہے اور ساتھ ہی بلوغ سے قبل نکاح اور شادی کے جواز کی چند شرائط بھی ہیں جو فقہ کی مختلف کتابوں میں مذکور ہیں خوف طوالت کی وجہ سے ان شرائط کو یہاں مختصر اُدرج کیا جاتا ہے:

سب سے اہم اور متفقہ شرط یہ ہے کہ بچے اور بچی کا فائدہ اور بہتری مد نظر ہو۔ اس کے علاوہ احناف کے نزدیک دو شرائط ہیں۔ اول یہ کہ شادی کف میں کرائی جائے دوسرا یہ کہ مہر مثل رکھا جائے۔ اسی طرح شوافع کے نزدیک سات شرائط ہیں جن کے پورا کرنے کے بعد والد کو اجازت ہے کہ بیٹی سے پوچھنے کے بغیر اس کی نکاح کرائے۔ وہ شرائط یہ ہیں۔ 1: باپ اور لڑکی کے درمیان کوئی عداوت نہ ہو۔ 2: بلفو کے ساتھ اس کی شادی کروائے۔ 3: مہر مثل رکھے۔ 4: خاوند مہر ادا کرنے سے قاصر اور تنگ دست نہ ہو۔ 5: مہر مثل شہر کے مروجہ کرنسی میں ہو۔

6: ایسے مرد سے شادی نہ کروائے جس کی معاشرت سے منکوحہ کو اذیت پہنچتی ہو جیسے نابینا اور بوڑھا شخص۔ 7: عورت پر حج واجب نہ ہو کیونکہ خاوند کی وجہ سے حج مؤخر ہو سکتا ہے۔⁴⁴

ان تمام شرائط کا مقصد یہ ہے کہ نابالغ کے ساتھ شفقت اور اس کے مفاد کے تمام تقاضے پورے ہوں۔ بعض اوقات ضروری ہوتا ہے کہ بلوغ سے قبل شادی کرائی جائے کیونکہ ایک مناسب رشتہ ہر وقت موجود نہیں ہوتا۔ اگر کوئی ولی مندرجہ بالا شرائط پر پورا نہیں اترتا یا اپنے اختیار کا ناجائز استعمال کرتا ہے مثلاً بچے کی مفاد کے بجائے کسی مخصوص ماحول یا ذاتی و مالی منفعت کی خاطر اپنے اختیار کا غلط فائدہ اٹھاتا ہے جس سے بچے کی حق تلفی ہوتی ہے تو اس کے ولایت اجبار کے جواز کا اختیار ختم ہو جاتا ہے وہ ولایت کا اہل اور مستحق نہیں ہوگا۔

لہذا اگر ان شرائط کو (علیٰ حسب مذاہب) مد نظر رکھا جائے تو کم سنی کا نکاح کرانے میں کوئی حرج نہیں ہے اسی وجہ سے ولی کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ اگر بلوغ سے پہلے ایک اچھا اور مناسب رشتہ مل جائے تو نابالغ کے مصالح اور مفاد کو مد نظر رکھ کر اس کا نکاح کرائے اور پھر بلوغت کے بعد شادی یعنی رخصتی کرائے۔

حوالہ جات

- ¹ العمری، ڈاکٹر ظافر بن حسین، موسوعة الاجماع في الفقه الاسلامي، دار الفضيلة، ریاض، 2012، ج 3، ص 136
- ² السرخسی، شمس الدین، المبسوط، دار المعرفہ، بیروت، س. ن، ج 4، ص 212
- ³ ایضاً، ج 4، ص 212
- ⁴ النساء: 4
- ⁵ السرخسی، شمس الدین، المبسوط، دار المعرفہ، بیروت، س. ن، ج 4، ص 212
- ⁶ ایضاً، ج 4، ص 213
- ⁷ القشیری، مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، 2000، کتاب النکاح، باب استحباب لمن طاققت نفسه اليه ووجد مونة، دار السلام، ریاض، ص 585-586، ج 1400
- ⁸ بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، دار السلام، ریاض، 1999، کتاب النکاح، باب المرأة راع في بيت زوجها، ص 930، ج 5200
- ⁹ السرخسی، شمس الدین، المبسوط، دار المعرفہ، بیروت، س. ن، ج 4، ص 212
- ¹⁰ الطلاق 26: 4
- ¹¹ ملا علی قاری، نور الدین علی بن سلطان، انوار القرآن و اسرار القرآن، دار لکتب العلمیہ، بیروت، 2013، ج 5، ص 175
- ¹² ابن العربی، ابوبکر محمد بن عبد اللہ، احکام القرآن، دار لکتب العلمیہ، بیروت، 2003، ج 4، ص 286
- ¹³ بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، دار السلام، ریاض، 1999، کتاب النکاح، باب انکاح الرجل ولده الصغار، ص 918
- ¹⁴ الجویری، عبد الرحمن بن علی بن محمد، زاد المسیر فی علم التفسیر، المکتب الاسلامی، بیروت، س. ن، ج 8، ص 294
- ¹⁵ رازی، فخر الدین، مفاتیح الغیب المعروف به تفسیر کبیر، دار الفکر، بیروت، 1981، ج 30، ص 35
- ¹⁶ الطبرسی، ابو علی الفضل الحسن، موسسة النشر الاسلامی، قم، 1421، ج 3، ص 581

¹⁷ النساء 4: 3

¹⁸ اندلسی، محمد بن یوسف ابو حیان، البحر لمحیط، دار لکتب العلمیہ، بیروت، 1993ء، ج 3، ص 169-170

¹⁹ النساء 4: 127

²⁰ النور 24: 32

²¹ الکاسانی، علاؤ الدین ابوبکر بن مسعود، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، دار لکتب العلمیہ، بیروت، 3003ء، ج 2، ص 240

²² بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، دار السلام، ریاض، 1999ء، کتاب النکاح، باب انکاح الرجل ولده الصغار، ص 918-5133

²³ اندلسی، علی بن احمد ابن الحزم، المحلی بالآثار، دار لکتب العلمیہ، بیروت، 3003ء، ج 9، ص 38-39

²⁴ البورنو، محمد صدیق بن احمد، موسوعة القواعد الفقہیة، دار لکتب العلمیہ، بیروت، س. ر. ج. 2، ص 117

²⁵ الاشقر، ڈاکٹر عمر سلیمان، احکام الزواج النکاح فی ضوء الکتاب والسنة - دار النفائس، اردن، 1997ء، ص 125

²⁶ البیہقی، احمد بن حسین بن علی، السنن الکبریٰ، دار لکتب العلمیہ، بیروت، 2003ء، ج 7، ص 197

²⁷ الشیبانی، محمد بن الحسن الشیبانی، الاصل، دار ابن الحزم، بیروت، 2012ء، ج 10، ص 186

²⁸ ایضاً

²⁹ الخراسانی، سعید بن منصور بن شعبه، کتاب السنن، دار السلفیہ، بمبئی، 1982ء، ج 1، ص 204

³⁰ السرخسی، شمس الدین، المبسوط، دار المعرفہ، بیروت، س. ر. ج. 4، ص 212

³¹ ڈاکٹر، وہبۃ الزحلی، الفقہ الاسلامی وادلتہ، دار الاشاعت، کراچی، 2012ء، ج 9، ص 16

³² ثمرقندی، علاؤ الدین، تحفۃ الفقہاء، دار لکتب العلمیہ، بیروت، 1974ء، ج 2، ص 149

³³ الشیبانی، محمد بن الحسن الشیبانی، الاصل، دار ابن الحزم، بیروت، 2012ء، ج 10، ص 187

³⁴ الشافعی، محمد بن ادريس، الام، دار الوفاء، بیروت، 2001ء، ج 6، ص 54

³⁵ القزوينی، محمد بن عبد الكريم، المحرر فی الفقہ الشافعی، دار السلام، قاہرہ، 2013ء، ج 2، ص 943

³⁶ الخرق، ابی القاسم عمر بن الحسین، متن الخرق، دار الصحابة للتراث، طنطا، 1993ء، ص 99

³⁷ زركشى، بدر الدين، شرح زركشى على متن الخرق، مكتبة البيدكان، ریاض، 1993ء، ج 5، ص 78-85

³⁸ ابن عبد البر، يوسف بن عبد الله، الكافي في فقه اهل المدينة، دار لکتب العلمیہ، بیروت، 2002ء، ص 231

³⁹ البغدادی، عبد الوہاب بن علی بن نصر، التلقین فی الفقہ المالکی، دار لکتب العلمیہ، بیروت، 2004ء، ص 113

⁴⁰ اندلسی، علی بن سعید بن حزم، المحلی بالآثار، دار لکتب العلمیہ، بیروت، 2003ء، ج 9، ص 44

⁴¹ الطباطبائی، سید محمد کاظم الیزدی، العروة الوثقی، الدراسات الاسلامیہ، بیروت، 1990ء، ج 2، ص 701

⁴² ابن رشد، قاضی محمد ابن احمد، بداية المجتهد ونهاية المقتصد، دار ابن الحزم، بیروت، 1995ء، ج 3، ص 954

⁴³ ابن قطان، امام ابی الحسن، الاقناع فی مسائل الاجماع، الفاروق الحدیفة للطباعة والنشر، قاہرہ، 2003ء، ج 2، ص 8

⁴⁴ ڈاکٹر، وہبۃ الزحلی، الفقہ الاسلامی وادلتہ، دار الاشاعت، کراچی، 2012ء، ج 9، ص 169